سیدنا ابراہیم کے تین جھوٹ

ڈاکٹر قمر زمان

محدثین کی جرآت ملاحظہ کیجئے......

بخاری میں روایت ہے کہ سیدنا ابراہیم نے تین مرتبہ جھوٹ بولا دو مرتبہ تو اللہ کے لئے اور تیسرا جھوٹ اپنی ذات کے لئے بولا۔

پہلا جھوٹ...... بیماری کا بہانہ بنانا

دوسرا جھوٹ...... خود بتوں کو توڑنے کے بعد الزام بڑے بت کو دینا

تیسرا جھوٹ...... بیوی کو بہن کہنا

جھوٹ بولنا ایک برا فعل ہے جو کبھی بھی جائز قرار نہیں دیا جا سکتا خواہ یہ جھوٹ اللہ کی راہ میں ہی بولا گیا ہو۔ اللہ کا نبی اور جھوٹ ؟ یہ دو باتیں کبھی جمع نہیں ہو سکتیں۔ انبیاء کا مقصد تو جھوٹ کو مٹانا ہے نہ کہ جھوٹ بولنا۔ اس لئے انبیاء تو کسی بھی مصلحت اور غرض کے لئے کبھی بھی جھوٹ نہیں بول سکتے۔ قرآن میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ......

”واذکر فی الکتب ابراھیم انه کان صدیقاً نبیاً“

ترجمہ ”اور الکتاب میں ابراہیم کا ذکر بھی کریں جو بے شک سچے نبی تھے“

(سورۃ مریم آیت نمبر ۱۴)

جب قرآن گواہی دے دے کہ ابراہیم سچے نبی تھے تو مزید دلائل کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ مگر چونکہ جھوٹ کو ثابت کرنے کے لئے قرآن سے استدلال کیا جاتا ہے اسلئے یہ ضروری ہے کہ ان مقامات کی وضاحت کر دی جائے جن کے غلط مفہوم لے کر ایک نبی کی ذات کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ آیئے ان مقامات کا باری باری جائزہ لیتے ہیں۔

پہلا جھوٹ

سورۃ الصفت کی آیت 85-90 میں ارشاد باری تعالی ہے کہ......

" اذ قال لابيه و قومه ماذا تعبدون ☆ ائفكاًالهة دون الله تريدون ☆ فما ظنكم برب العالمين ☆ "

ترجمہ" جب ابراہیم نے اپنے باپ اور قوم سے پوچھا کہ تم کس کی عبدیت اختیار کئے ہوئے ہو؟ کیا اللہ کے ساتھ گھڑے ہوئے معبودوں کو پسند کرتے ہو پس تمہارا اس ہستی کے متعلق کیا خیال ہے جو رب العالمین ہے"

" فنظر نظره فی النجوم ☆ فقال انی سقیم ☆ "

ترجمہ" تو اس نے ستاروں میں دیکھا اور کہا میں سقیم ہوں"

" فتولوا عنه مدبرین "

ترجمہ" پس وہ اس سے منہ پھیر کر چلے گئے"

آیت نمبر 89 میں " سقیم "کا ترجمہ" بیمار" کر کے یہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے بیماری کا جھوٹا بہانا بنایا۔ ان آیات میں دو باتیں غور طلب ہیں۔

" ستاروں میں دیکھا" کس کا فعل ہے؟ اور " سقم " کے کیا معنیٰ ہیں اور "سقیم " کون ہوا سیدنا ابراہیم یا انکا باپ ؟ دراصل ستاروں کو دیکھنا ابراہیم کا فعل نہیں ہے بلکہ ان کے باپ کا فعل ہے۔

" سقم " کے معنیٰ" کمزوری، تنگی یا کمی" کے ہوتے ہیں جبکہ ہمارے مفسرین اور مترجمین نے " سقم " کا ترجمہ" بیماری" کیا ہے۔ بیماری کے لیے عربی میں لفظ" مرض" موجود ہے جو قرآن میں بھی کئی جگہ استعمال ہوا ہے جیسے......

" واذا مرضت فهو یشفین "

(سورہ الشعرا آیت نمبر 80)

گویا ایک لفظ کے غلط ترجمہ سے ساری بات کا مفہوم بدل دیا گیا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم کا باپ کیسے " سقیم " ہوا۔ اس کا بیان سورۃ انعام کی آیت نمبر 77 میں ہے۔ جہاں اس مناظرے کی پوری تفصیل موجود ہے جو سیدنا ابراہیم اور ان کی قوم کے درمیان ہوا۔ چونکہ سیدنا ابراہیم کی قوم ستارہ پرست تھی اس لئے ان کو مخاطب کر کے

کہا......

”جب ستارہ دیکھا تو کہا کہ کیا یہ میرا رب ہے ؟ سو جب وہ ڈوب گیا تو کہا کے میں ڈوب جانے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔“

یعنی انہوں نے ستارہ پرستی کے خلاف یہ دلیل دی اور جب......

”چاند کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا کیا یہ میرا رب ہے؟ سو جب وہ ڈوب گیا تو کہا اگر میرے رب نے مجھے ہدایت نہ دی ہوتی تو میں گمراہ ہو جاتا۔“

پھر جب......

”سورج کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا کیا یہ میرا رب ہے ؟ یہ سب سے بڑا ہے پھر جب وہ ڈوب گیا تو کہا کے اے میری قوم میں اس سے بری ہوں جو تم شریک بتاتے ہو۔“

چناچہ سیدنا ابراہیم نے اپنے باپ سے کہا......

” اذ قال لابيه و قومه ماذا تعبدون ☆ ائفكاًالهة دون الله تريدون ☆ فما ظنكم برب العالمين ☆ “

ترجمہ” جب ابراہیم نے اپنے باپ اور قوم سے پوچھا کہ تم کس کی عبدیت اختیار کئے ہوئے ہو؟ کیا اللہ کے ساتھ گھڑے ہوئے معبودوں کو پسند کرتے ہو پس تمہارا اس ہستی کے متعلق کیا خیال ہے جو رب العالمین ہے“

(آیت نمبر 87-85)

سیدنا ابراہیم کے ان دلائل کو سننے کے بعد ان کے باپ نے کیا کیا ؟......

” فنظر نظره فى النجوم ☆ فقال انى سقيم ☆ “

ترجمہ”پس اس نے ستاروں میں دیکھا اور کہا میں کمزور(بے بس) ہوں“

چونکہ سیدنا ابراہیم کا باپ ستارہ پرست تھا اس لئے اس نے ستاروں کی طرف دیکھ کر بے بسی سے اپنی قوم کے لوگوں سے معزرت کی چناچہ اس کی قوم کے لوگ......

” فتولوا عنه مدبرين “

ترجمہ ”پس وہ اس سے منہ پھیر کر چلے گئے“

دیکھا آپ نے بخاری کی ایک جھوٹی حدیث کے تحت بلاوجہ جو جملہ ایک ستارہ پرست باپ کا تھا سیدنا ابراہیم کے سر تھوپا گیا جس کے لئے قرآن نے گواہی دی ہے کہ وہ سچے نبی تھے۔

دوسرا جھوٹ

سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر 63-62 میں سیدنا ابراہیم کے حوالے سے روایت ہے کہ......

” انہوں نے ان تمام بتوں کو جن کی پوجا کی جاتی تھی قوم کی غیر موجودگی میں توڑ ڈالا مگر بڑے بت کو صرف اس لئے چھوڑ دیا کہ الزام اس کے سر تھوپا جا سکے اور جب قوم واپس لوٹی ، بتوں کو ٹوٹے ہوئے پایا تو انہوں نے سیدنا ابراہیم سے پوچھا کہ یہ کس نے کیا ؟ تو انہوں نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا کے ان کے بڑے بت نے کیا ہے۔“

آیئے اب ان آیات کا جائزہ لیتے ہیں جن کی غلط تشریح سے اس جھوٹ کی دلیل فراہم کی جاتی ہے۔

سیدنا ابراہیم کی قوم جب واپس لوٹی اور بتوں کو ٹوٹا ہوا پایا تو قوم نے سیدنا ابراہیم سے پوچھا......

” ءانت فعلت هذا بالهتنا يا ابراهيم “

ترجمہ ”اے ابراہیم کیا تو نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کیا ہے ؟“

جس کے جواب میں سیدنا ابراہیم نے کہا......

” قال بل فعله صلے ق “

ترجمہ ”کہا کسی کرنے والے نے ہی یہ کیا ہے“

”كبيرهم هذا فسئلوهم ان كانو ينطقون ☆ “

ترجمہ ” یہ ان کا بڑا ہے پوچھو ان سب سے اگر یہ بولتے ہیں ؟“

" بل فعله " پر 'صلے ق' وقف ہے جس کو مدنظر نہ رکھنے کی وجہ سے یہ جھوٹ سیدنا ابراہیم سے منسوب کیا جاتا ہے۔ جب سیدنا ابراہیم سے پوچھا گیا تو انہوں نے اس کام کے کرنے کی نفی نہیں کی بلکہ کہا " بل فعله " کہ ہاں یہ کام تو ایک کرنے والا ہی کرسکتا ہے۔ یعنی یہ کسی چھوٹے موٹے انسان کے بس کا کام نہیں ہے بلکہ اس کام کو کرنے کی ہمت رکھنے والے نے ہی یہ کام کیا ہے۔ یہ بڑا بت موجود ہے اور یہ ٹوٹے ہوئے بت بھی پڑے ہیں پوچھو ان سب سے اگر یہ بولتے ہیں۔ اگر سیدنا ابراہیم نے بتوں کو توڑنے کا الزام بڑے بت پر لگایا ہوتا تو قرآن کو یہاں پر " فسئلوهو " کہنا چاہئے تھا نہ کہ "فسئلوهم " جو کہ جمع کا صیغہ ہے اور اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ انہوں نے صرف بڑے بت کی طرف اشارہ نہیں کیا۔ مزید تسلی کے لئے قوم کا جواب بھی ملاحظہ فرمایئے......

"...... لقد علمت ما هؤلاء ينطقون ☆ "

ترجمہ " تم جانتے ہو یہ بولتے نہیں "

یعنی سیدنا ابراہیم کی قوم نے بھی ان سب کے متعلق یہی کہا کہ وہ تو بولتے نہیں ہیں یہاں پر بھی " هؤلاء " جمع کا صیغہ ہی استعمال ہوا ہے۔

اس آیت میں ایک لفظ " بل " آیا ہے جسکے معنی ما قبل جملے کی نفی کے لیے گئے ہیں۔ جبکہ یہاں " بل " پہلے جملے کی نفی نہیں بلکہ " بل " اثبات کے لیے استعمال ہوا ہے جیسے کہ سورہ الانبیاء میں ہی سیدنا محمد کے لیے آتا ہے......

" بل قالوا اضغاث احلام بل افتراه بل هو شاعر "

ترجمہ " بلکہ انہوں نے کہا یہ تو خواب پریشاں ہیں بلکہ یہ تو اس نے گھڑ لیا ہے بلکہ یہ ہے ہی شاعر " (سورۃ النبیاء آیت نمبر 5)

دیکھئے اس آیت میں " بل " تین جگہ آیا ہے اور ہر جگہ ما قبل جملے پر زور دینے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ یعنی رسالتمآب پر وہ خواب پریشان کا الزام لگانے کے بعد کہتے تھے کہ بلکہ یہ تو اس سے بھی زیادہ کی بات ہے کہ اس نے اسے گھڑ لیا ہے او رنہ صرف گھڑا ہے بلکہ یہ شاعر ہے۔ یعنی " بل " کا استعمال ماقبل کی نفی کے لئے نہیں بلکہ اس میں مزید اضافے کے

لئے استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح سیدنا ابراہیم نے بھی نہ صرف اعتراف کیا ہے بلکہ زور دیا ہے کہ ہاں یہ کام واقعی ایک کرنے والا ہی کر گیا ہے۔وہ جھوٹ کیوں بولتے ؟ انہوں نے تو بتوں کو توڑنے سے پہلے علی الاعلان یہ بات کہہ رکھی تھی۔

" تاللہ لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین "

ترجمہ" اللہ کی قسم میں تمہارے بتوں کے ساتھ جب کہ تم موجود نہ ہو گے لازم ایک تدبیر کرونگا۔" (آیت نمبر 57)

اور وہ تدبیر کیا تھی ؟ اگلی آیت بتا رہی ہے۔

" فجعلھم جذاذا الا کبیر لھم......"

ترجمہ" پس انہوں نے بڑے کے علاوہ باقی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔"

(آیت نمبر 58)

یعنی بتوں کو توڑنے کا کام کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی جس کے لیے جھوٹ کا سہارا لیا جاتا۔ اس بات کی شہادت سورۃ الانبیاء کی ہی آیت دے رہی ہے۔ جب لوگوں نے پوچھا کہ یہ کام کون کرسکتا ہے تو ان لوگوں نے جنھوں نے سیدنا ابراہیم کا یہ اعلان سن رکھا تھا کہا......

" قالوا سمعنا فتی یذکرھم یقال لہ ابراھیم "

ترجمہ" انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک جوان کو جس کا نام ابراہیم ہے ان بتوں کے متعلق کہتے سنا ہے۔" (آیت نمبر 60)

تو یہ ہے اس جھوٹ کی اصل حقیقت جسکو قرآن کی آیات کے غلط مفہوم لے کر ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

تیسرا جھوٹ

اپنی بیوی کو بہن کہنا .... دراصل یہ قصہ ایک جھوٹی حدیث پر مبنی ہے۔ اس قسم کے کسی واقعہ کا قرآن میں کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ ہی قرآن سے اس کی کوئی دلیل دی جاتی ہے۔ اس لئے ہم اس کی تفصیل میں جانا بیکار سمجھتے ہیں۔ ہمارے لئے اس الزام کے جواب میں قرآن کا سیدنا ابراہیم کو" صدیقاً نبیاً " کہنا ہی کافی ہے۔ البتہ سوچنے کا مقام یہ ہے کہ

انہوں نے بیوی کو بہن کیوں کہا اگر بادشاہ کی نیت واقعی خراب تھی تو بہن کہنے سے اس نے کیوں چھوڑ دیا کیا بہن عورت نہیں ہوتی ؟